تخلیق انسان قرآن کی نظر میں

ضیاء الرحمٰن*

سعدیہ ناز**

Abstract

Islam recognizes the general idea of the development of life in stages, over a period of time, human beings are considered as a special act of creation. Islam teaches that human beings are a unique life form that was created by Allah in a special way, with unique gifts and abilities unlike any other: a soul and conscience, knowledge, and free will. In short, Muslims do not believe that human beings randomly evolved from apes. The life of human beings began with the creation of two people, a male and a female named Adam and Hawwa (Eve).

key words: Islam , Human beings, creation, Quranic view

تلخیص

انسان کو مختلف علماء نے اپنے موضوع کا محور بنایا ہے۔ اس کے بارے میں متقدمین علماء نے اپنے نظریے پیش کئے ہیں۔ اس کے جواب میں متاخرین علماء نے بھی اپنے نظریے بیان کئے۔ بعض نے انسان کی تخلیق کے بارے میں آراٗ پیش کی کہ انسان سمندر کے کنارے مٹی میں کیڑے کی شکل میں پیدا ہوا اور ترقی کرتے کرتے درخت کی صورت اختیار کی تو بعض نے اس کی شکل و صورت بندر کی بتائی کہ موجودہ انسان بندر کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ اس سلسلے میں میں نے قرآن پاک کی آیات مبارکہ میں اس کی تخلیق (آدمؑ)اور پھر ماں

* پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

** پی ایچ ڈی سکالر، اسلامک اینڈ ریلیجیس سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

باپ کے ملاپ سے اس کے وجود پر بحث کی ہے۔ زیرِ نظرمقالے میں آپ متقدمین اور متاخرین کی آرأ کا تقابل قرآنِ پاک کی آیاتِ کریمہ کی روشنی میں کریں گے۔ تو انسان کی حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی۔ اور یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ انسان کی ابتداء انسان ہی سے ہوئی نہ کہ بندر یا کسی اور نوع سے۔

لفظ انسان کا لغوی تجزیہ

عربی لغت کے اعتبار سے لفظ انسان کے دو معنی ما خوذ ہے۔انسان کے حروف اصلیہ ن-س-ی ہیں۔ اور یہ نسیان سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں بھول تو انسان کے معنی ہوئے بھولنے والا لسان العرب میں یہ وضاحت آئی ہے۔

وا لا نسـان اصـلـه ا نسیان ؒ، لا ن العرب قاطبة قا لوا فی الصغیره : انسیان فدلت الیاء الا حیره علی الیاء فی تکبیر ه، الا انهم حذ فو ها لما اکثر الناس فی کلا مهم [۱]

ترجمہ: انسان کی اصل' اُنسیان 'ہے کیونکہ عرب اسکو بغیر وزن کے بولتے ہیں اور اس کی تصغیر کو انسیان بولتے ہیں۔پس آخری' ی' اس کی بڑھائی کو ظاہر کرتی ہے مگر یہ کہ جب لوگوں نے اس کو زیادہ بولا تو انہوں نے اس کو خذف کردیا۔

قرآن پاک اس بارے مین ارشاد فرماتا ہے۔

لقد عهد نا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد له عزما. [۲]

ترجمہ:اور یقیناً ایک حکم دیا تھا ہم نے آدم کو اس سے پہلے لیکن وہ بھول گیا اور نہ پا یا ہم نے اسمیں عزم۔[۳]

اس بار ے میں لسان العرب یہ وضاحت کرتا ہے۔

اذکان الا نسان فی الا صل نسیانه فهو ا فعلان النسیان. [۴]

اس کا مادہ ا۔ ن۔ س۔ بھی بتایا جا تاہے اور یہ اَنس یا اُنس سے بھی ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہین الفت محبت اور ربط وتعلق جسکی ضد وحشت بمعنی نفرت ہے۔

اس کی اصل انسیان تو ہےمگر وزن فعلیان ہے افعلان نہیں ہے ہمزہ فاء فعل کی جگہ آیا ہے زائد نہیں ہے اسکے وزن کی مثال ''حرحیان''[۵]

لغوی اور صرفی تحقیق سے معلوم ہو تا ہے کہ انسان کی وجہ تسمیہ بھی انس و محبت ہے جو

وحشت اور انفرادیت کی ضد ہے۔[۶]

پس لفظ انسان کی مختلف منطقی اور غیر منطقی تعریفیں کی جاتی ہیں جن میں ہر ایک تعریف اس پر صادق آتی ہے۔ مثلا ایک تعریف ماہرین عمرانیات نے یہ کی ہے کہ۔ ''انسان حیوان ناطق ہے Man is a social animal، اس تعریف سے عام طور پر یہی معنی لیئے جاتے ہیں کہ انسان ایک ایسا حیوان ہے جو عاقل ذی شعور ہونے کے ساتھ اپنا ما فی الضمیر بیان کرنے کی قوت رکھتا ہے۔ دور جدید کے ماہرین نفسیات اس کو حیوان عاقل نہیں کہتے۔ بلکہ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ انسان وہ حیوان ہے جو اپنی جبلی خواہشوں اور میلانات غیر شعوری کو عقل کا لبادہ پہنا کر اپنے افعال کو عاقلانہ ثابت کر تاہے۔''[۷]

انسان کی ایک تعریف یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ آگے پیچھے دیکھنے والا جانور ہے۔[۸] ایک تعریف اس کی یہ ہوسکتی ہے کہ انسان پرستش کرنے والاحیوان ہے کسی اور حیوان میں یہ جبلت نہیں ہے۔[۹] ایک تعریف اسکی یہ بیان کی گئی ہے کہ انسان ایک صاحب ایمان ہستی ہے[۱۰] اور یہی تعریف اسکی اساسی فطرت کی عکاسی کر تی ہے۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں انسان صرف حیوان ناطق، اورآگے پیچھے دیکھنے والا حیوان نہیں بلکہ ماوراء حواس کی جستجو میں لگا رہنے والا انسان ہے وہ زندگی میں صرف حاضر پر نظر رکھ کر مطمئن نہیں ہو تا بلکہ مستقبل پر بھی نظر رکھتا ہے اور انکشافات کا متمنی ہے، اسکو اگر ہم باالفاظ دیگر انسان صاحب ایمان پکاریں تو بے جا نہ ہو گا۔

انسان کی یکتائی

انسان بدنی ساخت اور دیگر صفات میں متفرد شان کا مالک ہے باری تعالیٰ نے انسان کو افضلیت و اکملیت بخشی تو نتیجتاً دیگر مخلوقات سے حسن و جمال میں منفرد کر دیا۔

قرآن مجید اس بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم. [۱۱]

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔[۱۲]

اس کو عادات اور فضائل میں حسین ہونے کے ساتھ ساخت کے لحاظ سے بھی حسین و جمیل

بنایا، ان کے تمام اعضاء اپنی جگہ اور متناسب اور موزوں ہونے کی وجہ سے اس کے حسن کو چار چاند لگاتے ہیں۔ قرآن کریم اس بارے میں فرماتا ہے۔

صنع الله الذی اتقن کل شیء. [۱۳]

ترجمہ: یہ کرشمہ ہے اللہ کا جس نے حکمت کے ساتھ استوار کیا ہر چیز، کو اس سے معلوم ہوا کہ انسان تخلیق کے لحاظ سے اللہ کی ساری مخلوق سے حسین تر ہے۔[۱۴]

انسان کے بارے میں ماہرین کی آراء

انسان حیوان ناطق ہونے کے ساتھ انوکھے اور پیچیدہ خصوصیات کا حامل ہے۔اجزاء کا ایک ایسا مجموعہ جس کے اجزاءنہیں ہوتے۔ ایسا گہرا کہ اسکے عمق تک رسائی خود انسان کے لئے ممکن نہیں اسکے تمام باطنی اور خارجی علائق تک ناقابل فہم ہیں۔ ہم فزکس و کیمسٹری کے فارمولوں کےء متعلق حتمی رائے قائم کر سکتے ہیں۔ ریاضی کے قاعدوں سے سوالوں کے نتیجے تک تو پہنچ سکتے ہیں۔ انسان کا علم ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے۔ یہ نہیں کہاجاسکتا کہ علم بشریات والوں کے علاوہ دیگر سائنسی علوم کس نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ ان کی منزل اب بھی بہت دور ہے۔ یہ صرف اپنے مشاہدات اور تخمینوں کو بنیاد بناکر مستقبل کی پیشن گوئی اور نتائج مرتب کر سکتے ہیں۔لیکن انسان خود اپنے راز سے پردہ نہیں اٹھا سکا یہ حقیقت ہے کہ انسان کی وضاحت کسی ایک علم کی رو سے نہیں ہوسکتی اور نہ ہی کوئی عالم و فاضل اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرسکتا ہے۔

بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ انسان ایک ایسی تصویر ہے جو مختلف رنگوں سے تشکیل پذیر ہے۔ ہر ماہرعلم اس کو اپنے زاویہ سے دیکھتا ہے۔اور اس میں اپنی مرضی کے مطابق رنگ بھرتا ہے۔ ماہرین حیاتیات کے نزدیک انسان ایک جسم کا نام ہے، ماہرین کیمیا کے نزدیک انسان ایک کیمیاوی مواد کا نام ہے۔ ماہرین عضلیات اسے خلیوں اور عضلوں سے ترکیب پذیرہستی کا نام دیتے ہیں۔ ماہرین نفسیات کے نزدیک عقل وشعور کا دوسرا نام انسان ہے۔ روحانیات والوں کے ہاں انسان کی ہستی اور اس کی شخصیت اس کی روحانی اور باطنی شخصیت میں پوشیدہ ہے۔

الغرض انسان کی حقیقت جاننے کے لیئے مفکرین و دانشوروں فلاسفہ و شعراء نے اپنی بساط کے مطابق کوششیں کی ہیں۔ لیکن پھر بھی اسکی حقیقت سے کماحقہ وا قف نہیں ہو سکے، جو آراء انہوں نے پیش کی ہیں وہ نامکمل ہیں انسان اس سے کہیں زیادہ بلند ہے۔

انسان اور نظریہ ارتقاء[۱۵]

اگر کائنات کا مطالعہ غور سے کیا جائے تو اس میں جدت اور تنوع کار فرما نظر آتی ہے[۱۶] وقت اور حالات کے ساتھ اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ کسی چیز کو قرار و ثبات نہیں اس تغیر کے بارے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا دور بھی گزر چکا ہو گا کہ موجودہ دور کی صورت و نوعیت سے کچھ اور ہوگی ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ کائنات جب پیدا ہوئی تو کیا موجودہ صورت پر پید ا ہوئی تھی ؟ جما دات و نباتات اورحیوانات جو کرہ ارض پر ہمیں نظر آتے ہیں، ابتداء ہی سے ایسے تھے ؟ اس کے بارے میں دو باتیں ہمارے سامنے ہیں۔

ا)۔ کا ئنات شروع سے ہی اس شکل و صورت میں ہے جب سے خالق نے اس کو پیدا کیا۔

ب)۔ یہ دنیا آغاز میں موجود صورت پر نہ تھی بلکہ یہ تو اسکی ارتقائی شکل ہے۔ جو یک دم ظہور پذیر نہیں ہوئی بلکہ بتدریج یہ شکل اختیار کی ہے۔

علمائے حیات کا کہنا ہے کہ تقریبا 4 ارب سال قبل سورج کے قریب ایک بھاری ستارہ گزرا جسکی زبردست کشش سے سورج سے ایک حصہ علیحدہ ہو کر موجودہ زمین کی شکل میں نمودار ہوا۔[۱۷] چونکہ زمین سورج کا ٹکڑا تھا لہٰذ ا یہ بھی بہت گرم تھا، مگر آہستہ آہستہ ٹھنڈا پڑتا گیا۔[۱۸]ہونا یہ چاہیئے تھا کہ زمین بجھے ہوئے کوئلے کی طرح بن جاتی لیکن یہ عجیب تبدیلی سے دو چار ہوئی۔ اس کی فضا میں آبی بخارات تھے اور یہ پانی بن کر زمین پر خوب بر سے اس سے سمندر وجود میں آئے۔ اور زمین جگہ جگہ سے پھٹ کر وادیاں بن گئیں۔ پھر تقریبا ایک ارب سال بعد سمندر کے ساحل پر جہاں ہوا، سورج اور پانی موجود تھا، مختلف نمکیات اور گیسوں سے کاربن، آکسیجن و نائٹروجن با ہم ترکیب پار ہے تھے کہ اچانک امیبا کی شکل میں

پہلا ذی حیات نمودار ہو ا اور یوں زمین پر زندگی کے آثار نمودار ہوئے۔

تخلیق کا پروگرام کچھ یوں ہو ئے:

متقد میں مفکرین کے ہاں نظریہ ارتقاء

نظریہ ارتقاء کے متعلق مفکرین کے مختلف تصورات پائے جاتے ہیں۔ یونانی مفکر انگزلمینڈ[۲۰] متوفی 546ق م) پہلے مفکر ہیں جن کے ہاں نظریہ ارتقاء ملتا ہے اس کے مطابق زندگی کی ابتداء سمندر سے ہوئی۔اس کا کہنا ہے کہ خشکی کے تمام جانور آبی جانوروں کی نسل سے ہیں۔ ان کا یہ بھی دعوٰی ہے کہ انسان بھی دودھ پلانے والے ایک آبی جانور ہی کے نسل سے ہے۔[۲۱]

ایمپی دو کلاس (495 - 435 ق م) نے بقائے اصلاح کی طرف اشارہ کیا انہوں نے اتفاق اور حادثہ کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔[۲۲] ان کا یہ بھی خیال تھا کہ انسان جمادات اورنباتات سے گزر کر انسانیت تک پہنچا۔[۲۳]

اپی قیورس (384 - 270 ق م)۔ کے ہاں بھی ارتقائی ترقی کا نظریہ پایا جاتا ہے۔

یونانی فلاسفروں کے مکر لیش (96 - 55ق م)۔ کے علاوہ ہمیں نہ رومیوں کے ہاں مسئلہ ارتقاء پر کچھ ملتا ہے اور نہ ہی قرون وسطٰی میں۔[۲۴]

مسلمان مفکرین میں جاحظ [۲۵] پہلے مفکر ہیں جنہوں نے جانوروں میں ماحول کے ثرات، آب و ہوا کی تبدیلی اورنقل مکانی کی بناء پر پیدا شدہ تبدیلیوں پر اپنے خیالات پیش کیئے، اخوان الصفاء[۲۶] (چوتھی صدی ہجری یعنی دسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں) ہمیں اس کے ہاں بھی نظریہ پر کچھ اشارے ملتے ہیں مثلا معدنیات کا ابتدائی درجہ، پھرحیوانات اور حیوانات کا درجہ انسان سے اور انسان کا آخری درجہ ملائکہ سے جاکر ملتا ہے۔[۲۷]

☆ابن مسکو یہ الرازی(۳۳۰-۴۲۱ھ/۹۴۲-۱۰۳۰ء)

پہلے مفکر ہیں جنہوں نے ارتقاء پرکھل کر بحث کی ہے اسکو ماہرحیاتیات کہا جا سکتا ہے انہوں نے اپنا نظریہ الفوزالاصغر نامی کتاب میں درج کیا ہے۔[۲۸]

علامہ اقبال نے ان کے خیالات کا خلاصہ یوں پیش کیا ہے۔

نباتات کی زندگی دیکھیں تو ارتقاء کے اولین مراحل ہیں نہ تو پیدائش اور نمو کے لئے بیج کی ضرورت ہوتی ہے نہ اپنی نوع کے تسلسل کے لئے انہیں اس سے کام لینا پڑتا ہے۔ لہٰذا اس مرحلہ پر ہم نباتات کی زندگی اور معدنیات میں یونہی فرق کر سکینگے کہ یہاں تک پہنچ کر نباتات کو تھوڑی بہت حرکت مل جاتی ہے پھر اعلیٰ تر انوع کی صورت میں بڑھتی رہتی ہیں تا آنکہ اس کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ وہ شاخیں نکالتے اور بیجوں کے ذریعے اپنی نوع کا تسلسل قائم رکھتے ہیں، تا ہم پھر حرکت کی اس قوت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ درخت پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ برگ وبار لاتے ہیں۔ اب اس سے بھی آگے بڑھیئے تو نباتات کے ارتقاء کے آئندہ مرحلے میں ایسی انواع کا ظہور ہوتا ہے۔ جن کے لئے زیادہ بہتر زمین اور آب و ہوا کی ضرورت ہوتی ہے انگور کھجورارتقاء نباتی کی آخری منزل ہیں جس کے ڈانڈے گویا حیوانی زندگی سے جاملتے ہیں۔ چنانچہ کھجور کے اندر تو جنسی اختلاط صاف طور پر نمایاں ہو جاتا ہے۔ چونکہ کھجور میں جڑوں اور ریشو ں کے علاوہ وہ شے بھی نشونما پالیتی ہے جس کا وظیفہ کچھ ایسا ہوتا ہے جیسے دماغ کا اور جس پر گویا اسکی سلامتی اور بقاء کا دارومدار ہے۔

یہ نباتات کی زندگی میں آخری درجہ ہے۔ یایوں کہیئے کہ حیوانی زندگی کی تمہید حیوانی زندگی کا پہلا قدم زمین پر پیوستگی سے آزادی ہے جسے گویا شعوری حرکت کی ابتداء سے تعبیر کرنا ہے یا حیوانی زندگی کا آغاز کہیئے جس میں لامسہ اور بالآخرحس باصرہ کا نشوونما ہوتا ہے۔ مگر جب خود اس سے نشوونما حاصل کر لیتے ہیں تو حیوانات نقل و حرکت میں آزاد ہو جاتے ہیں۔ مثلا حشرات الارض، رینگنے والے جانور، چیونٹیاں اور شہد کی مکھیاں چوپایوں میں گھوڑاحیوانات کا مظہر اتم ہے اور پرندوں میں عقاب۔آخر الامر جب بندروں کا ظہور ہوتا ہے تو حیوانیت گویا انسانیت کے دروازے پر آکھڑی ہوتی ہے۔ اس لیئے بندر بلا عتبار ارتقاء انسان سے صرف ایک درجہ پیچھے ہے۔

ارتقاء کے مزید مراحل میں کچھ اور عضویاتی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جن کے ساتھ انسان کی قوت تمیز اور روحانیت میں بھی اضافہ ہوتا ہے تا آنکہ وحشت کی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور انسان تہذیب و تمدن کی دنیا میں قدم رکھتا ہے۔

☆ابن خلدون(1333 - 1406ء) بھی حیاتیاتی ارتقاء پر بحث کرتے ہوئے کہتا ہے

کہ تدریجی لیکن مسلسل ارتقاء کے ذریعے معدنیات اور جمادات ترقی کر کے نباتات تک پہنچتے ہیں۔ پھر نباتات نچلے درجوں سے اعلیٰ درجوں کے نباتات تک مو ءخر الذکر سے ادنیٰ حیوانات تک اور ادنیٰ سے اعلیٰ حیوانات تک ترقی کرتے ہیں۔ اعلیٰ حیوانات میں بلند ترین درجہ بندر کا ہے۔ جس کے بعد انسانی منزل ہے لیکن یہ کیفیات صرف اس کرہ ارض پر مشاہدے میں آتی ہے۔ ممکن ہے کہ انسان سے بلند مخلوق بھی کہیں کائنات میں موجود ہو۔**۲۹**

عظیم فلسفی مولانا رومی نے بھی ارتقاء پر روشنی ڈالی ہے۔**۳۰**

مثنوی میں فرماتے ہیں

آمدہ اول بہ اقلیم جماد — وز جمادی درنباتاتی فتاد
سالہااندرنباتی عمر کرد — وز جمادی یاد ناورد ازنبرد
وزنباتی چوں بحیوانی فتاد — نامدش حال نباتی ہیچ یاد
جز ہمان میلے کہ دارد سوئے آن — خاص زروقت بہار وضمیر ان
ہمچو میل کو دکان بامادر ان — سرمیل خود ندند درلبان
بازاز حیوان سوئی انسانیش — ہم چیں اقلیم کا اقلیم رفت
ناشد اکنون عامل ودانا وزفت عقلہائے اولینیش بادنیست
ہم ازیں عقلش کول کرنیست

ترجمہ۔ انسان پہلے جمادات کی شکل میں نمودار ہوا اور پھر اس کیفیت سے نباتات کے زمرہ میں آیا اور پھر نباتاتی شکل میں اس کا وقت گزرا اور اپنی جماداتی حالت کو بالکل بھول گیا اور جب وہ نباتاتی حالت سے حیوانی زمرہ میں آیا تو اس کے ذہن میں حالت نباتات کی کوئی یاد باقی نہیں رہی۔ سوائے اس تعلق خاطر کے جو نباتاتی دنیا کے ساتھ اس کا ہے جو موسم بہار اور پھولوں کے زمانے میں شدت اختیار کر جاتا ہے۔ اس کشش کی مانند جو بچوں کے دل میں اپنی ماں کے لئے موجود ہوتی ہے حالانکہ وہ اس کا سبب نہیں جانتے۔ جیسا کہ تجھے علم ہے کہ خالق عالم انسان کو حیوانی دنیا سے عالم انسانیت میں لے آیا اسی طرح ایک اقلیم سے دوسری اقلیم میں آتا چلا گیا یہاں تک کہ موجودہ شکل میں صاحب عقل و فراست اور قوت کی منزل تک آپہنچا اسے اپنی سابقہ حالتوں کے متعلق کچھ یادنہیں اب وہ جس منزل پر ہے اسے اس سے آگے بڑھنا ہے۔

ارتقاء کے متعلق ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

اتوازاں روزے کے درہست آمدی　　آتشی یا باد یا خاکی بدی
گر برآں حالت ترابودے بقا　　کے رسیدے مر ترا ایں ارتقاء
ازمبدل ہستی اول نہ ماند　　ہستی بہتر بجائے اونشاند
صدہزاروں حشر دیدی اے عنود　　تاکنوں ہر لحظہ ازبدو وجود
از جمادی بے حبر سوئے نما　　وزنما سوئے حیات و ابتلاء
باز سوئے خارج این پنج وشش　　تاز لی گیر و وکین رالی سپار
کہ ہرا مسالت خزونست ازمہ بار۳۱

ترجمہ: تم جس دن سے وجود میں آئے ہو۔ اسی دن سے تم آگ خاک یا ہوا تھے۔ اگر تمہاری وہی حالت رہتی تو تمہیں ترقی کیونکر نصیب ہوتی بدلنے والے نے پہلی ہستی بدل دی اور اس کی جگہ دوسری ہستی عنایت فرمادی۔اسی طرح یکے بعد دیگرے ہزاروں ہستیاں بدلتی جائیں اور ہر بعد والی پہلی سے بہتر ہوگی تم ابتدائے وجود تا حال سینکڑوں قسم کے وجود دیکھ چکے ہو پہلے تم جماد تھے پھر تم میں قوت نمو پیدا ہوئی پھر تم میں جان آئی۔ پھر عقل و تمیز حاصل ہوئی پھر حواس خمسہ کے علاوہ مزید حواس حاصل ہوئے۔ نیا نظام قبول کرو۔ اور پرانا چھوڑ دو کیونکہ تمہارا ہر سال گزشتہ سال سے بہتر ہے۔

مولانا روم مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ازجمادی مردم و نامی شدم　　واز نماں مردم بحیوان برزدم
مردم از حیوانی وآدم شدم　　جملہ دیگر بمیرم ازبشر
تا برآدم از ملائک پروسر　　وز ملک ہم بایدم جستن زجو
کل شیء ھالک الا وجھہ　　بار دیگر ازملک قربان شوم
آنچہ اندر گردم عدم چوارغنوں　　گویدم کا نا الیہ راجعون
مرگ داں اتک اتفاق امت است　　کاب حیوانی نہاں درظلمات "۳۲

ترجمہ: مجھے حالت جمادی میں موت آئی اور پھر میں حالت نباتاتی میں آگیا۔ اس کے بعد مجھے حالت نباتاتی میں قوت آئی اور میں آدمی بن گیا پھر میں کسی بات سے ڈرا نہیں، مرنے کے بعد کم تو نہیں ہوتا اب میں بشر کی حالت سے بھی مرجاؤں گا۔ تاکہ فرشتوں کے

زمرے میں شامل ہو جاؤں۔میں فرشتوں کی حالت میں ہوں گا اور مزید آگے بڑھوں گا،
اسکے سوا ہر شے ہلاک ہونے والی ہے۔اس کے بعد مجھے حالت ملکوتی سے بھی قربان ہونا
پڑے اور پھر میں اسکے بعد وہ چیز بن جاؤں گا جس تک کسی کا تخیل بھی نہیں پہنچ سکتا۔پھر
ارغنوں کی مانند موت کو لبیک کہوں گا ہم سب کو اسی کی طرف رجوع کرنا ہے
موت کو وہی سمجھ جس پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے آب حیات اندھیرے میں پوشیدہ ہے"

یہ مولانا روم کا ارتقاء کے بارے میں نظریہ ہے، اب ارتقاء کے بارے میں بعد کے مفکرین کا نقطہ نظر دیکھتے ہیں۔

متاخرین مفکرین کی ارتقاء کے بارے میں رائے۔

موجودہ ماہرین ارتقاء کے مطابق امیباہی موجودہ تمام حیوانات کا مبدأ ہے اور حیاتیاتی عمل سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے مثلا امیبا سے زندگی کا درخت پھوٹا اور اس کے تنے پر چھوٹی بڑی شاخیں پیدا ہوئیں پھر ہر شاخ نے بڑھنے اور ترقی کرنے کی کوشش کی پھر ایک مقام پر ان کی نشوونما رک گئی۔ تا ہم ان کی ایک شاخ پر حیوانات کے مختلف انواع آئے جو برابر بہت سے بہتر صورت کی طرف گامزن رہے۔ ان کی صورتیں شکل انسانی کے قریب قریب تر ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ مکمل انسانی وجود ظہور میں میں آیا۔[۳۳]

ہم یہاں اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان مادے کے مختلف انواع نہیں بلکہ ایک ہی نوع کی تشکیل ہے۔ جو متواتر اور مسلسل روبہ ترقی ہے، بلاشبہ اس شجر حیات سے کچھ شاخیں آگے نہ بڑھ سکیں، بعض نے بڑھنے کی نا کام کوششیں کیں لیکن ترقی کا یہ عمل رکا نہیں بلکہ آگے کی طرف بڑھتا رہا اور یہ ارتقاء "انسان " تک پہنچ چکا۔[۳۴]

لیکن یہ اسکی آخری منزل نہیں بلکہ اسکی ابتداء ہے۔ اورنئے منازل کے حصول کے لئے جدو جہد مسلسل جاری ہے۔[۳۵]

دور جدید میں بہت سے سائنسدان اور مفکرین مثلا ہکسلے، لیمارک، ڈارون وغیرہ اس نظریئے کے قائل ہیں۔

چارلس ڈارون کا نظریہ ارتقاء (1882 - 1809)۔

ڈارون کو نظریہ ارتقاء کا بانی سمجھا جاتا ہے تاہم اس سے قبل سائنسدانوں نے ارتقاء کو

موضوع بحث بنایا۔ڈارون نے بھی اس پر کام کیا جس کو کافی شہرت ملی اور یہ نظریہ اس کے نام سے مشہور ہوا۔

ڈارون نے (1880)میں ایک کتاب Origin of Species لکھی اس میں انہوں نے ارتقاء کی وضاحت کی جس کے مطابق انسان بطریق ارتقاء چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑوں سے کروڑوں سال ترقی کرتے ہوئے اپنی ہیئت وشکل تبدیل کرکے موجودہ شکل اختیار کی۔

ڈارون کے دعوے کے مطابق انسان پہلے بندر تھا۔ پھر ترقی کر کے انسان بن گیا، اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈارون کا بچپن ہی سے علم الحیات اور نباتات کا شوق تھا۔ بائیس سال کی عمر میں یعنی 1831ء میں اس نے تحقیق شروع کی پانچ برس متواتر انہوں نے مختلف نباتات اور حیوانات کے ڈھانچے اور ہڈیاں جمع کیں اور اس پر تحقیق کی اسکے بعد اپنی تحقیق کے نتائج شائع کیے۔**۳۶**

1858ء سے آج تک جن سائنسدانوں نے انسان کے تخلیقی ارتقاء کے نظریئے کو سامنے رکھ کر اپنی تحقیق میں جن معلومات کو اکھٹا کیا اور سالہا سال تک مختلف طریقوں سے حقائق تک پہنچنے کی کوشش کی وہ نہایت قیمتی سرمایہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے "ماضی" کو "حال" کے پیمانے سے ناپا جسکی وجہ سے وہ نتائج اخذ کرنے میں نا کام ہوئے۔**۳۸**

چارلس ڈارون نے 1858ء میں جب ارتقائی نظریہ پیش کیا تو دنیا میں ہلچل مچ گئی۔ یہاں تک کہ بعض نے ان سائنسی تحقیقات سے متاثر ہو کر اپنے سابقہ نظریہ سے رجوع کیا تا ہم تحقیق کا یہ عمل رکا نہیں ڈارون کے نظریہ کے ابطال میں ہارون یحیٰی نے اپنی کتاب میں مختلف سائنسدانوں کے تجربات اور اقوال بمعہ تصاویر کے درج کیے ہیں۔

کتاب کے اہتمام پر ترکی میں مختلف مقامات پر منعقد بین الاقوامی کانفرنسوں کا حوالہ دیا جس میں اس نظریہ کے ابطال میں سائنسدانوں نے مقالے پڑھے، ان کو ہزاروں لوگوں نے سنا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ڈارون کا نظریہ الحاد پر مشتمل تھا جس کی وجہ سے کارل مارکس نے اپنی کتاب "داس کیپٹل" کا انتساب اسکے نام کیا۔**۳۸**

علمائے مفکرین اور سائنسدانوں کی آراء کا تجزیہ کرنے کے بعد قرآن مجید کے حوالہ جات سے اس پر روشنی ڈالی جائے تو انسان کی اصل حقیقت سمجھ میں آجائے گی۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

ھل اتٰی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیاءً مذکورا[۳۹]

ترجمہ: کیا گزرا ہے انسان پر ایسا وقت زمانے کا کہ نہ تھا وہ کوئی قابل ذکر چیز

دوسری جگہ بھی اسی طرح ارشاد ہوتا ہے:

اولایذکر الانسان اناخلقنٰہ من قبل ولم یک شیاءً.[۴۰]

ترجمہ: کیا نہیں یاد انسان کو کہ یقیناً ہم نے ہی پیدا کیا ہے اسے اس سے پہلے جبکہ نہ تھا وہ کچھ بھی اللہ تعالیٰ انسان اول کے بارے میں اپنے ارادے کا اظہار یوں ارشاد فرماتے ہیں :

واذقال ربک لِلملٰئکۃ انی خالق بشرًا مِن طین[۴۲]

ترجمہ : اور یاد کر و جب تیرے رب نے کہا فرشتوں سے کہ یقیناً میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ ایک اور جگہ پر اللہ فرشتوں سے خطاب فرماتے ہیں:

انا خلقنٰھم من طین لازب.[۴۳]

ترجمہ : بلاشبہ ہم نے پیدا کیا ہے ان کو لیس دار گارے سے۔

انسان کی تخلیق کے بارے میں یوں ارشاد فرمایاہے۔

یایھاالناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقنکم من تراب[۴۴]

ترجمہ : اے انسانوں اگرشک ہے تجھے جی اٹھنے میں مرنے کے بعد تو واقعہ یہ ہے کہ ہم نے پیدا کیا ہےتم کومٹی سے۔اسکی مزید توضیحات یوں فرمائی ہیں:

لقد خلقنا الانسان من صلصال من حماء مسنون[۴۵]

ترجمہ: اور یہ ایک حقیقت ہے کہ پیدا کیا ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے۔

کبھی اس طرح اظہار فرماتے ہیں۔

ولقد خلقنا الانسان من سللٰۃ من طین[۴۶]

ترجمہ : بے شک پیدا کیا ہم نے انسان کومٹی کے جوہر سے۔

پہلے انسان کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا پھر قرآن مجید کے مطابق اسمیں روح ڈالی

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

انی خالق بشرًا من طین ہ فاذاسویتہ ونفحت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین ۴۸

ترجمہ : جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں پیدا کرنے والا ہوں ایک بشر مٹی سے پھر جب میں اسے مکمل کردوں اور پھونک دوں اس میں اپنی روح تو گر جانا اسکے آگے سجدے کرتے ہوئے۔

حضرت آدم علیہ السلام اورحضرت حوا کو پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی پیدائش کا سلسلہ زوجین سے شروع کیا اس بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

وانّہ خلق الزوجین الذکروالانثٰی

ترجمہ : اور وہی پیدا فرماتا ہے جوڑے نر اور مادہ کے۔

اس کو اس طرح بھی بیان فرمایا۔

یا ایھاالناس اتقواربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلقھا منھازوجھاوبث منھمارجالا کثیرا ونساءً ۴۹

ترجمہ : اے انسانوں ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور پیدا کیا اسی میں سے جوڑا اس کا اور پھیلائے ان دونوں سے مرد اور عورت بہت سے۔

آدمؑ اور حوا کے احتلاط سے انسان کو پیدا کیا۔

قرآن اس کا یوں ذکر کرتا ہے۔

من نطفۃ اذتمنٰی ۵۰

ترجمہ : ایک بوند جب ٹپکائی جاتی ہے

انسان کی پیدائش کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلنٰہ سمیعًا بصیرا ۵۱

ترجمہ : بے شک ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو ایک مخلوط نطفہ سے تاکہ امتحان لیں اس سے اسی لیئے بنایا ہے ہم نے اسے سننے والا دیکھنے والا۔

اللہ تعالیٰ سوال کرتے ہیں۔

من ای شیء خلقہ ۵۲

ترجمہ : کس چیز سے پیدا کیا اللہ نے اسے ؟

اللہ تعالیٰ خود جواب دیتے ہیں

من نطفة خلقه فقدره[۵۳]

ترجمہ : منی کے قطرے سے پیدا کیا اللہ نے اسے پھر تقدیر مقدر کی اسکی۔نطفہ کی وضاحت یوں فرمائی۔

الم یک نطفته من منی یمنیٰ [۵۴]

ترجمہ : کیا نہ تھا ایک حقیر قطرہ پانی کا جوٹپکا یا گیا رحم مادر میں۔ماں کے رحم میں نطفے کا حال یوں بیان فرمایا۔

ثم جعلنٰہ نطفة فی قرار مکین [۵۵]

ترجمہ : پھر بنا کر رکھا ہم نے اسے ایک نطفہ محفوظ جگہ (رحم مادر) میں۔انسان کو اسکی حقیقت سمجھاتے ہوئے فر ماتے ہیں۔

اولم یرالانسان انا خلقنٰہ من نطفة فاذا ھو خصیم مبین [۵۶]

ترجمہ : کیا کبھی غور نہیں کیا انسان نے کہ ہم نے پیدا کیا ہے اسے ایک نطفہ سے پھر یکا یک وہ بن گیا جھگڑا لو۔

قرآن مجید میں انسان کے بارے میں ارشاد ربانی ہے

خُلق من ماء دافق[۵۸]

ترجمہ : پیدا کیا اچھلنے والے پانی سے

اچھلنے والے پانی کی یوں وضاحت فرمائی

یخرج من بین الصلب والتر آئب[۵۸]

ترجمہ : جو نکلتا ہے بیچ سے پیٹھ اور ہڈیوں کے۔انسا ن کی پیدائش کے متعلق واضح کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

خلق الانسان من علق[۵۹]

ترجمہ : پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔

اللہ تعالٰی نے انسان کی تخلیق کے مدارج یوں بیان فرمائے :

ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظٰما فکسونا العظام لحماثم انشانٰه خلقا اٰخر ۶۰

ترجمہ : پھر شکل دی ہم نے نطفہ کو خون کے لوتھڑے کی، پھر بنا دیا ہم نے لوتھڑے کو بوٹی، پھر چڑھا دیاہم نے ہڈیوں پر گوشت پھر بنا کھڑا کیا ہم نے اسے ایک دوسری مخلوق، جب مضغہ میں ہڈیاں بنتی ہیں تو پہلے ریڑھ کی ہڈی بنتی ہے، تکمیلی مرحلوں میں بڈیوں پر گوشت چڑھایا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں انسان کی پیدائش کے متعلق ارشاد ربانی ہے۔

اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفة ثم سواک رجلا ۶۱

ترجمہ : کیا تو کفر کرتا ہے اس ذات کا جس نے تجھے پیدا کیا ہے مٹی سے، پھر نطفہ سے، پھر بنا کھڑا کیااس نے تجھے ایک مکمل آدمی۔اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش والدین کے ذریعے کی اور اس کو قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے۔

ووصینا الانسان بوالدیه احسانا حملته امه کرها و وضعته کرها، وحمله وفصٰله ثلثون شهرًا، حتٰی اذ بلغ اشده وبلغ اربعین سنة ۶۲

ترجمہ : اور ہدایت کی ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھے سلوک کی۔ اٹھا ئے رکھا اسے (اپنے پیٹ میں) اسکی ماں نے مشقت اٹھا کر اور جنا بھی مشقت اٹھا کر اور اسکے حمل اور دودھ چھڑا نے میں لگ گئے تیس مہینے یہاں تک کہ جب پہنچ گیا اپنی پوری طاقت کو اور ہوگیا چالیس سال کا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو سنی ہوئی مٹی سے یعنی بجتی ہوئی مٹی سے "

انسان کی ابتدائی تخلیق ایک ایسے جوہر سے ہوئی جو کیچڑ کا خلا صہ تھا اسی سے انسان متشکل کر دیا گیا یہ پہلے انسان کی پیدائش تھی بعد میں پیدائش کا سلسلہ تو الد و تنا سل کے ذریعے جاری فرمایا جوتا حال جاری ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا۔

ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین ثم جعلنه نطفة فی قرار مکین ۶۳

ترجمہ : بے شک پیدا کیا ہم نے انسان کومٹی کے جو ہر سے پھر بنا یا کر ہم نے اسکو

نطفہ ایک محفوظ جگہ (رحم مادری میں)

چناچہ نطفہ رحم مادر میں قرار پاتا ہے، یعنی مرد کی منی spermعورت کے ovule (انڈے)کے ساتھ ملکر رحم uterusمیں قرار پاتا ہے۔ پھر اسکے بعد اس پر نشو نما کے مختلف ادوار گزرتے ہیں۔ پہلی حالت میں نطفہ ایک گول مول منجمد حالت میں ہوتا۔ جسکے دونوں سرے قدرے پھیلے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر علقۃ سے کیا، جیسے ارشاد ربانی ہے۔

خلق الانسان من علق[۶۴]

ترجمہ: پیدا کیا ہم انسان کو جمے ہوئے خون سے

عربی لغت میں علق علقہ جونک کو کہتے ہیں۔ اس میں ہڈی نہیں ہوتی بلکہ گوشت کا ایک لمبا لوتھڑا ہوتا ہے۔

تیسری حالت کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

فخلقنا العلقۃ مضغۃ[۶۵]

ترجمہ: پھر شکل دی ہم نے نطفہ کو گوشت کے لوتھڑے کی

یہ وہ حالت ہے۔ جس میں خون کے لوتھڑے سے بوٹی بن جاتی ہے اس حالت کو قرآن مضغہ سے یاد فرماتا ہے۔ اسکے آگے کی حالت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

فخلقنا المضغۃ عظٰما[۶۶]

ترجمہ: پس ہم نے بوٹی سے ہڈیا ں بنائیں۔

اس حالت میں مضعہ میں ہڈیاں بنتی ہیں پہلے ریڑھ کی ہڈی نشو نما پاتی ہے اس سے اگلی حالت کے بارے میں واضح ارشاد ہے:

فکسونا العظٰم لحما[۶۷]

ترجمہ: پھر پہنایاہڈیوں پرگوشت

یعنی اللہ نے ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا یہ وہ مرحلہ ہے جس میں انسان تکمیلی مرحلے میں پہنچ جاتا ہے پھر ایک حیوانی صورت ابھرآتی ہے۔ اس سے اگلے مرحلے کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

ثم انشا نٰہ خلقا اٰخر ۶۸

ترجمہ : پھر پیدا کیا ہم نے اسکو نئی پیدائش میں

اس مرحلہ میں اس میں بڑی تبدیلی آجاتی ہے اور حیوانی صورت ایک خوب صورت شکل اختیار کر لیتی ہے اس صورت میں تقریبا 9ماہ رحم مادر میں گزر کر اس دنیا میں آتا ہے۔

آیت شریفہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی تخلیق کے کل چھ sixادوار ہیں

۱۔ نطفہ کی حالت جبکہ وہ قرار معین میں ہوتا ہے۔

۲۔ علقہ کی حالت

۳۔ مضغہکی حالت

۴۔ کسونا العظام لحما کی حالت

۵۔ ایک ایسی آخری حالت جسے "خلق آخر "سے تعبیر کیا ہے۔**۶۹**

یہ تمام مدارج ایک حالت سے دوسری حالت بدلنا، تین پردوں میں انجام پذیر ہوتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

خلقکم من نفس واحدۃ ثم جعل منھا زوجھا وانزل لکم من الانعام ثمٰنیۃ ازواج، یخلقکم فی بطون امھٰتکم، خلقا من بعد خلق فی ظلمٰت ثلٰث، ذلکم اللہ ربکم لہ الملک، لا الٰہ الا ھو فانّٰی تصرفون (70).

ترجمہ : اسی نے پیدا کیا ہے تم کو ایک جان سے پھر بنایا اسی میں سے ایک جوڑا، پیدا کیئے اس نے تمھارے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے، پیدا کرتا چلا جاتا ہے وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک شکل کے بعد دوسری شکل میں تین تاریک پردوں میں، یہ ہے اللہ جو تمہارا رب ہے۔ اس کو سزا وار ہے بادشاہی، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اسکے۔

حوالہ جات

۱۔ ابن منظور،لسان العرب،(بیروت) ۲۰۰۰، ج 6،ص10۔
۲۔ القرآن کریم طٰہٰ: '20: 115۔
۳۔ ترجمہ، قرآن آسان تحریک (ایجوکیشن ٹاؤن، لاہور)
۴۔ لسان العرب، ایضاً۔
۵۔ یہ ابوالہیثم الازہری وغیرہ کا قول ہے، دیکھیں لسان العرب ابن منظور ج6، ص 10۔
۶۔ اسلامی سیاست مولانا گوہر رحمان (لاہور مارچ 1992 طبع ثانی)،ص 43 ۔
۷۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، مقامات حکیم، (ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، 1979)ج۔ص 71
۸۔ ایضا
۹۔ ایضا
۱۰۔ ایضا
۱۱۔ التین 95:4۔
۱۲۔ ترجمہ، حضرت مولا نا محمد جونا گڑھی (تفسیر ابن کثیر)
۱۳۔ النمل 27 :88۔
۱۴۔ ترجمہ محمد جوناگڑھی
۱۵۔ ارتقاء معنی ہیں بتدریج ترقی کرنا بالفاظ دیگر مادہ کا ایک حالت سے نکل کر مقابلتاًزیادہ ترقی یا فتہ حالت میں داخل ہونا ہے۔
۱۶۔ حیوانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ یکسانیت سے اکتا تی ہے اور تبدیلی و تنوع میں خوشگوار کیفیت محسوس کرتی ہے اس میں دنیا کی زیب و زینت اور معیشت کی تسکین اور راحت بھی ہے۔
۱۷۔ کائنات عالم کی اشیاء میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا اور اس سے باقی عناصر پیدا کیئے قرآن اس بارے میں ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے۔
وکان عرشہ علی الماء
ترجمہ : ہم نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا، دوسری جگہ ارشاد ہے:
وجعلنا من الماء کل شی حی
ہم نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا۔
پھر خدا نے ایک گرم اور گول تابناک آفتاب بنا یا اور پھر اس سے ٹوٹ ٹوٹ کر چھوٹے کرے نکلے، کرہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں اس کا ایک ٹکڑاہے جو پہلے گرم تھا پھر سرد ہونے کے بعد اس قابل ہوا کہ لوگ اس پر رہ سکیں۔قرآن نے اسبات کو یوں بیان فرمایا ہے۔

ان السمٰوٰت والارض کانتار تقا ففتقنا ھما

ترجمہ : بے شک آسمان اور زمین دونوں تھے ملے ہوئے پھر ہم نے ان دونوں کو جدا جدا کر دیا۔

بحوالہ فتوحات مکیہ، شیخ محی الدین العربی، ج اول خطبہ۔ص 11 :12۔

۱۸۔ آج سے تقریبا سو سال پہلے برطانیہ کے مشہور ریاضی دان لارڈ کلون تھامسن (1907)۔ نے قشر ارض کا برسوں مطالعہ کرنے کے بعد اعلا ن کیا تھا کہ آفتاب سے نکلنے کے بعد قشر زمین دوکروڑ ستر لاکھ برس میں سرد ہوا اور یہی زمین کی عمر ہے۔

بعض سائنسدانوں نے سمندر سے نمک کی مقدار سے عمر زمین کا اندازہ لگایا اور کہا کہ اس مقدار کے جمع ہونے پر نوکروڑ برس لگے تھے۔

تابکاری کے ماہرین زمین کی عمر ڈیڑھ اور تین ارب سال کے درمیان بتا تے ہیں دیکھیں عظیم کائنات کا عظیم خدا۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ لاہور، 1997۔ص76۔

۱۹۔ ریڈر ڈائجسٹ، فروری 1956۔ص 142اور دیکھیں عظیم کا ئنات کا عظیم خدا۔ص 6۔

۲۰۔ Anaximandar, 546ق، یونانی فلاسفر طیلس thales کے شاگرد ہیں اس نے دعوٰی کیا تھا زمین بغیر سہارے کے گھوم رہی ہے حلانکہ نظریہ یہ تھا کہ زمین سہارے پر گھوم رہی ہے۔ انسان کے بارے میں اس کا کہنا تھا کہ یہ جانور وں کی اولاد ہے ثبوت وہ یہ دیتا تھا کہ جانوروں کے پیدا ہوتے ہی وہ اپنے خوراک تلاش کرتے ہیں جبکہ انسان کی اولاد ایک طویل عرصے تک محتاج رہتی ہے۔

بحوالہ تاریخ مذہب رشید احمد۔ص215

۲۱۔ مولانا روم اور نظریہ ارتقاء سعدی احمد رفیق، ماہنامہ الفجر، سفارت خانہ جمہوری اسلامی ایران، اسلام آباد ذیقعدہ 1405ھ ص 64۔

۲۲۔ ایضا

۲۳۔ فلسفہ ہند و یونان۔ دین محمد شفیق عہدی لاہور، ص 85

۲۴۔ ماہنا مہ الفجر۔ 64

۲۵۔ جا حظ کا نام ابو عثمان عمر بن بحرا الجا حظ بصرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ اصمعی اور ابو عبیدہ جسے بلند پایا علماء سے تحصیل علم کی انہوں نے ابواسحاق متعری سے علم الکلام میں سند حاصل کی اور ان کا ہم خیال ہوا، کتابوں کے شوقین تھے کہتے ہیں کہ جو کتاب بھی ہاتھ لگ جاتی ختم کیئے بغیر نہ رہتے کر ا یہ پر دکانیں لیکر اس پر مطالعہ کرتے، متعدد علوم حاصل کیئے، جا خط بدشکل تھا، اسکی آنکھیں ابھری ہوئی تھیں، اس وجہ سے اس کا لقب جاحظ پڑھ گیا۔ جاحظ کی تصانیف دو سو سے تجاوز کر گئی ہیں، ان میں کتاب البیان وتبین و کتاب الحیوان، مشہور ہیں۔جاحظ کا دور 160 - 225ھ رہا ہے۔

۲۶۔ چوتھی صدی کے نصف میں اہل علم کی ایک جماعت جو اخوان الصفاء کے نام سے موسوم تھی۔
۲۷۔ حکمائے اسلام مولانا عبداسلام ندوی (مطبعہ معارف اعظم گڑھ، حصہ اول، 1953ء) ص:
ابو علی مسکویہ کا شمار سلطان محمود غزنوی کے ادباء اور مئو رخین میں ہوتا ہے۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ پہلے آتش پرست تھے۔ بعد میں اسلام قبول کیا آپ آل بویہ کے حکمران کے دربار سے وابستہ تھے۔ آپ کی تصانیف میں تجارالاحم اور تہذیب الاخلاق وتطہیر الاخلاق ہیں۔ دیکھیں ادب نامہ ایران مرزا مقبول بیگ بداحشانی،(یونیورسٹی بک ایجنسی لاہور)طبع دوم ص۔190۔
۲۸۔ تشکیل جدید الٰہیات الاسلامیہ، ڈاکٹر محمد اقبال (تاثیر بزم اقبال لاہور 1956ء) پانچواں خطبہ، ص206 -207۔
۲۹۔ اقبال اور مسئلہ ارتقاء، جسٹس ایس اے رحمٰن اور ینٹل کالج میگزین، لاہور، 1977۔
ابن خلدون 732ھ / 1332ء تیونس میں پیدا ہوئے، ان کا اصل نام عبدالرحمٰن تھا۔ اور والد کا نام محمد، ابن خلدون کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ان کے آباؤ واجداد میں خلدون نامی ایک بزرگ گزرے ہیں آپ اندلس میں آئے اور یہیں سکونت اختیار کی ابن خلدون اپنے بارے مقدمہ میں رقمطراز ہیں۔
عبدالرحمٰن بن محمد ابن خلدون الحضرمی۔ آپ نے زندگی میں ترقی وعروج کے مدراج طے کیئے۔ آپکی مشہور تصانیف ہیں " کتاب العبر اور مقدمہ شہرہ آفاق ہے۔آپ نے 74 سال کی عمر پائی 808ھ بمطابق 1406ء میں قاہرہ میں وفات پائی دیکھیں مقدمہ ابن خلدون مترجم مولانا سعد حسن خان یوسفی، (نور محمد پبلشرز،کراچی)،ص :3۔
نام جلال الدین(604 - 673ھ بمطابق 1207۔ 1273ء بلخ میں پیدا ہوئے ان کے آباؤ اجداد عربی النسل تھے، بلخ آ کر آباد ہوئے آپ کے والد محمد بن حسین خطی جو بہاؤالدین کے نام سے مشہور ہوئے اپنے وقت کے بڑے عالم تھے۔ آپ کا خاندان علم وفضل کی وجہ سے مشہور تھا۔ آپکی کتاب مثنوی بہت مشہور ہے۔
۳۰۔ مثنوی معنوی، جلال الدین، مولوی محمد بن محمد بن (الحسین یسعی اہتمام اینوکدالین نیکلسون 1933 - 1955) ج چہارم،ص86۔
۳۱۔ مشوی معنوی، مولوی جلال الدین رومی (انتشارات امیر امیر کبیرا، یران، 1336ء) و دفتر پنجم، ص 859۔
۳۲۔ ایضا دفتر سوئم ص : 576۔
امیبا : یک خلوی جاندار کوکہتے ہیں۔
۳۳۔ " خداکے نزدیک انسان کی پیدائش ایک تدریجی حیا تیاتی عمل ہے جو ایک درخت کی نشوونما سے مشابہت رکھتا ہے درخت پہلے ایک بیج کی صورت میں ہوتا ہے۔ جو نمدار مٹی میں پھوٹ کر ایک

پودابنتا ہے اور پھر پودے کی حالتیں ترقی کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ایک مکمل درخت بن جاتا ہے، اسی طرح نسل انسان یک خلوی حیوان جسے امیبا کہا جاتا ہے اور جو سمندروں کے کنارے کیچڑ میں پیدا ہوتے ہیں، پھر امیبا میں تغیرات ہوتے ہیں، بالآخر طویل زمانہ گزرنے کے بعدنسل انسانی کا ظہور ہوا، دیکھیں قرآن اورعلم جدید ڈاکٹر رفیع الدین (ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور 1952ء، طبع اول) ص 122:۔

۳۴۔ 1952طبع اول ص 122: مجھے یہ سلسلہ ارتقاء اول تا آخر ایک عظیم پلان معلوم ہوتا ہے خدا کے حاضر و ناضر و اور حی و قیوم کی ارتقاء کی تخلیق ہیں۔ بلکہ ارتقاء اس کا ایسا راز ہے جو تدریجا ہم پر منکشف ہوتا ہے۔عظیم کائنات کا عظیم خدا، غلام جیلانی برق ص:90۔

۳۵۔ ''حیات کا آغاز مٹی سے ہوا تھا اور رفتہ رفتہ یہ انسان تک پہنچا اسکی آخری منزل کون سی ہے، اللہ ہی جانے دیکھیں حوالہ نمبر 34: ص: 148۔

جو لیان ہکسلے انگریز سائنسدان ہے جس نے 1910ء سے 1912ء اکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی، 1919سے 1925 تک نیو اکسفورڈ کالج میں صدر رہا، دوبرس کنگ کالج لندن میں حیاتیات کا پروفیسر رہا، 1946ء نیسکو کا ڈائریکٹر جنرل مقرر ہوا۔

ڈارون نے جب اپنی کتاب اصل الانواع لکھی تو مذہبی اور مادی دنیا میں کہرام مچ گیا۔

۳۶۔ The biology of the spirit: Edmuade Simak۔ ترجمۃ اللغۃ العربیہ :۔ حیاتہ الروح فی ضؤلعلم، لاسماعیل مظہر(قاہرہ۔ دسمبر 1960طبع اول)ص : 94۔95۔

۳۷۔ ہم انیسوی صدی کے نصف آخر اور بیسویں صدی کے نصف اول کے کسی بھی سائنسدان کے حضور گستاخی نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ ہم صرف یہ شکایت زبان پہ لا رہے ہیں کہ اگر زمین میں مدفون یا غاروں سے برآمد ہونے والے مبہم اور غیر مشخص ڈھانچے سائنس کے نزدیک کوئی وزن رکھتے ہیں توالاھرام کے سنگین حصاروں کے اندر ہزاروں سال سے محفوظ نعشیں انسانوں کی کیوں لائق اعتنانہیں سمجھی گئی ہیں، سائنس ابہام و تشکیک اور الجھاؤ کا نام تو نہیں، سائنس تو سورج کی طرح چمکتی دمکتی حقیقت ہے۔ اور یہ سائنس محض ڈارون یا ویلس کا سرمایہ افتخار تو نہیں، پوری نسل انسانی کا سرمایہ جاہ وجلال ہے، دیکھیں تخلیق آدم، کوثر نیازی :ص:16۔

۳۸۔ البقرہ 30:2 (38A) الدھر 1:76 مریم 67:19۔

۳۹۔ الدھر 1:76 نظر یہ ارتقاء، اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان، ادارہ اسلامیات، کراچی۔

۴۰۔ مریم 67:19۔

۴۱۔ البقرہ 30:2

۴۲۔ ص، 71:38

۴۳۔ الصّٰفّٰت،373 - 11

۴۴۔ الحج:22 - 5
۴۵۔ الحجر 26:15
۴۶۔ المومنون،12:23ص 75:38
۴۷۔ ص، 71:39
۴۸۔ النجم، 45:53
۴۹۔ النساء 1:4
۵۰۔ 46:53
۵۱۔ 2:76
۵۲۔ 18:80
۵۳۔ 19:80
۵۴۔ 37:75
۵۵۔ 13:23
۵۶۔ 77:36
۵۷۔ 6:86
۵۸۔ 7:86
۵۹۔ 2:96
۶۰۔ 14:23
۶۱۔ 37:18
۶۲۔
۶۳۔ 12:23
۶۴۔ 2:96
۶۵۔ 14:23
۶۶۔ 14:23
۶۷۔ 14:23
۶۸۔ 14:23
۶۹۔ 14:23
۷۰۔ 6:39